سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۵۰

اَعمالِ صَالحہ اور تکمیلِ ایمان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵۰

اَعمالِ صَالحہ اور تکمیلِ ایمان

شیخُ العرب والعجم عارف باللہ مُجدّدِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الاُمت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اعمالِ صالحہ اور تکمیلِ ایمان

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۲؁ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲؁ء، بروز جمعہ

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۷؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۵؁ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اعمالِ صالحہ اور تکمیل ایمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احکام شریعت پر عمل میں شرم نہیں کرنی چاہیے

غرباء کے چندے کی قدر کرنی چاہیے، اس پر ہنسنا نہیں چاہیے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو دین کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اتنا لائے کہ ان سے اُٹھ بھی نہ سکا اور ایک صحابی صرف جو کے دانے لائے۔ منافقین دونوں پر ہنسے۔ ایک کو رِیاکار کہا اور ایک کو بے شرم۔ جب تک انسان مخلوق کے ہنسنے کا خیال کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمال حاصل نہ ہو گا۔ اللہ کی رضا کے لیے جس نیک عمل کی بھی توفیق ہو جائے اس کی ادائیگی میں کسی کے ہنسنے کی پرواہ نہ کرو۔

ایک صاحب نے حضرت حکیم الاُمّت کو لکھا کہ اگر میں ہاتھ میں تسبیح لوں اور داڑھی رکھ لوں تو لوگ مجھے مُلّا کہہ کر مجھ پر ہنسیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کو ہنسنے دو، آپ کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا۔ اگر داڑھی رکھنے سے، نماز پڑھنے سے کسی کو مُلّا یا عورتوں کے شرعی پردہ کرنے سے ان کو مُلّانی کہا جائے، ان پر ہنسا جائے تو وہ یہ سوچ کر صبر کریں کہ ان شاء اللہ ان کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا۔ ایسی اللہ والی بندیاں بھی ہیں کہ سفر میں بھی وقت پر نماز پڑھتی ہیں، شرم کی وجہ سے نہ نماز چھوڑتی ہیں نہ پردہ۔ اس بات سے شرم نہیں آنی چاہیے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ یہ مُلّانی اسٹیشن پر برقعہ پہن کر نماز پڑھ رہی ہے، اللہ کی اطاعت و

فرماں برداری میں مخلوق کے ہنسنے کا خوف مت کرو، اللہ کی رضا اور اللہ کی محبت دیکھو، دنیا ہنستی ہے تو ہنسنے دو، تم کو رونا نہیں پڑے گا۔ دیکھو حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب جملہ ہے، فرمایا کہ لوگ اگر کسی نیک عمل پر ہنسیں تو اس عمل کو مت چھوڑو، وہ ہنستے ہیں تو ہنسنے دو، تم کو رونا نہیں پڑے گا بلکہ قیامت کے دن آپ ہنسیں گے اور اگر وہ بغیر توبہ کیے مر گئے تو ان کو رونا پڑے گا۔ اس لیے مرد ہوں یا عورتیں، سفر میں ہوں یا حضر میں، ریل میں ہوں یا جہاں کہیں بھی ہوں وقت پر نماز ادا کریں، اس معاملہ میں شرم نہ کریں۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرم کی تعریف مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کی ہے کہ حیاء کی حقیقت کیا ہے؟ فَإِنَّ حَقِيْقَةَ الْحَيَاءِ اَنَّ مَوْلَاكَ لَا يَرَاكَ حَيْثُ نَهَاكَ[1] تم کو تمہارا مولیٰ ایسی حالت میں نہ پائے جس سے اس نے منع کیا ہو۔ جن کاموں کو خدا نے ہم پر حرام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو تنہائیوں میں، لوگوں کے مجمع میں کہیں بھی ان کاموں میں مبتلا نہ دیکھیں۔ اصل میں حیاء کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نام ہے، اللہ کی فرماں برداری کا نام شرم نہیں ہے، وہ شرم تو نہایت لعنتی اور مردود ہے جو اللہ کے راستے میں آئے۔

ایک صاحب اسکول میں پڑھتے ہیں، مجھ سے اصلاح کا تعلق بھی رکھتے ہیں۔ ایک دن کہنے لگے کہ جب میں کہیں شادی بیاہ کی تقریبات میں جاتا ہوں تو سب لڑکے بغیر ٹوپی کے ہوتے ہیں، اگر میں وہاں ٹوپی پہنتا ہوں تو مجھے شرم محسوس ہوتی ہے اور لوگ مجھ پر ہنستے ہیں اس لیے میں ٹوپی اتار کر جیب میں رکھ لیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کل کو وہ تمہاری داڑھی پر ہنسیں گے تو کیا تم داڑھی بھی منڈوا دو گے؟ نماز پڑھنے پر ہنسیں گے تو نماز بھی چھوڑ دو گے؟ اگر تم اپنی کار میں کسی ایسی بستی میں جاتے ہو جہاں ہر کوئی کار کا مذاق اُڑاتا ہو تو کار بھی چھوڑ دو گے؟ یہاں تو تم چالاک بن جاؤ گے اور موٹر نہیں چھوڑو گے۔

اگر تمہارے سو کے نوٹ پر کوئی ہنس رہا ہو تو کیا اسے پھینک دو گے؟ اگر کسی بستی میں دس دس، ایک ایک اور پانچ پانچ کے نوٹ رکھنے کا رواج ہو اور وہاں کے لوگ سو کا نوٹ رکھنے والے کو بے وقوف سمجھتے ہوں اور آپ اس بستی میں پہنچ جائیں تو کیا آپ سو سو کے نوٹ پھینک

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۷۰/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

دیں گے؟ بلکہ یہ کہیں گے کہ یہ تو بے وقوف ہیں، یہ کیا جانیں کہ سو کے نوٹ کی کیا قیمت ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا تمہیں محبوب ہے، اگر دین محبوب ہوتا تو کسی کے ہنسنے کا خیال نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ صرف اللہ کی محبت کی کمی ہے۔ اگر لوگ آپ کی داڑھی پر، نماز پر، برقعے پر، پردے پر ہنستے ہیں تو ہنسنے والوں کو نادان سمجھو اور ان کے لیے دعا کرو کہ یااللہ یہ قابلِ رحم ہیں، بیمار ہیں، ان کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہے اس لیے یہ اچھے کام پر ہنس رہے ہیں۔

سنّتِ مؤکدہ کی فضیلت اور ترک پر وعید

ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں ایک روایت نقل کی ہے **مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُّصَلِّيْ لِلّٰهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِّنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ**[۲] جو شخص فرض کے علاوہ بارہ سنتیں پڑھ لے گا اللہ اس کے لیے جنّت میں مکان بنائے گا۔

وہ بارہ سنتیں کون سی ہیں؟ فجر کی دو سنتیں، ظہر کے فرض سے پہلے کی چار سنتیں اور بعد والی دو سنتیں، مغرب کی دو سنتیں اور عشاء کی دو سنتیں۔ یہ بارہ رکعات سنّتِ مؤکدہ کہلاتی ہیں، ان کے علاوہ باقی سنتیں غیر مؤکدہ ہیں، پڑھ لو تو ثواب ہے اور نہ پڑھو تو گناہ نہیں ملے گا۔ جب سنتوں پر یہ انعام ہے تو سوچ لیں کہ فرض نماز پڑھنے والوں کو کیا انعام ملے گا۔

اب دوسرا مسئلہ بھی سن لیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ **مَنْ تَرَكَ الْاَرْبَعَ قَبْلَ الظُّهْرِ** جو شخص ظہر کی چار سنتوں کو ہمیشہ ترک کرتا رہے گا **لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِيْ**[۳] وہ میری شفاعت سے محروم ہو جائے گا۔ سنتِ مؤکدہ کے ترک پر شفاعت سے محرومی کی اور بھی بہت سی روایات ہیں۔ جب سنتِ مؤکدہ چھوڑ دینے پر شفاعت سے محرومی ہے تو فرض چھوڑ دینے پر کتنی سزا ملے گی۔

جماعت کی نماز ترک کرنے پر وعید

اسی طرح جماعت سے نماز پڑھنے کا مسئلہ ہے۔ جو شخص جماعت سے نماز نہیں پڑھے

۲؎ فتح القدیر: ۴۴۱/۱، باب النوافل، دار الفکر، بیروت، ذکرہ الترمذی بلفظ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: ۹۴/۱، باب فیمن صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ، ایچ ایم سعید

۳؎ فتح القدیر: ۴۸۰/۱، باب ادراک الفریضۃ، دار الفکر، بیروت

گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنۡھَا اِلَّا مُنَافِقٌ**[۴] بغیر مجبوری کے جماعت وہی چھوڑتا ہے جو منافق ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی سخت معاملہ ہے، لوگ سستی سے، کاہلی سے یا ذرا سی کوئی وجہ ہوگئی مثلاً کوئی مہمان آگیا تو کہتے ہیں کہ آج گھر میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ تو بلا شدید مجبوری کے مسجد کی جماعت نہ چھوڑیے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ مسجدوں میں جماعت سے نماز پڑھنے نہیں آتے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی کو امام بناؤں اور لکڑیاں جمع کروں اور اس کے بعد جو لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں یا گھروں میں نماز پڑھ رہے ہیں اور مسجد کی نماز میں شامل نہیں ہورہے ہیں **فَاُحَرِّقُ عَلَیۡھِمۡ بُیُوۡتَھُمۡ فِی النَّارِ**[۵] ان کے گھروں میں ان کی موجودگی کے باوجود آگ لگادوں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدوں سے دور رہنے والوں سے نہایت صدمہ پہنچتا ہے ورنہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے لیے رحمت ہیں وہ نماز کے معاملے میں اتنی سخت وعید کسی بڑی وجہ سے ہی سنا سکتے ہیں۔

عورتوں کے لیے جماعت سے نماز واجب نہیں ہے مگر وہ گھروں میں نماز میں سستی کر دیتی ہیں جیسے سورج ڈوب رہا ہے تو جلدی سے بے وقت عصر پڑھ لی۔ بے وقت نماز پڑھنے کا بھی بہت سخت گناہ ہے، وقت پر نماز ادا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مغفرت اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے جو نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے پھر اچھی طرح سے نماز ادا کرے اور وقت پر نماز پڑھے، بے وقت نہ پڑھے۔ دیکھیے اسے کتنا بڑا انعام مل رہا ہے! جب پڑھنا ہی ہے تو اللہ کے کام میں دیر نہ کرو۔ جس وقت اذان ہو مرد تو جماعت کی تیاری کریں مگر عورتیں اپنے گھروں میں اسی وقت نماز پڑھ لیں۔

مخلوقِ خدا پر رحم کرنا

اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو جو تہجد کے عادی ہیں وقت پر جگا کر اپنے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف دیتے ہیں، اس لیے بجائے ناز کے نیاز مندی اور شکر ادا کرنا چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ

۴؎ صحیح مسلم:۲۳۲/۱،باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنھا،ایچ ایم سعید

۵؎ سنن ابی داؤد:۸۱/۱،باب التشدید فی ترک الجماعۃ،ایچ ایم سعید

کے اس احسان پر فدا ہونا چاہیے۔ لیکن جو صوفی خدا کے ساتھ بہت اچھا ہے، بڑی عبادت کرتا ہے مگر مخلوق خدا کے ساتھ اچھا نہیں ہے تو یاد رکھو وہ اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی اپنے دوست سے تو بہت محبت کرتا ہے لیکن اس کے بچوں کے ساتھ دشمنی کرنا، توڑ پھوڑ، مار پیٹ اور غیبت کرنا اور ان کو اذیت پہنچانا غرض ہر وقت مصیبت میں رکھتا ہے تو کیا ابّا اس کو دوست بنائے گا؟ آپ بے شک اپنے دوست پر جان دے دیں لیکن جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرے بچوں کے حقوق میں بہت نالائق ہے، میرے بچے فاقے سے رہتے ہیں لیکن اسے کبھی توفیق نہیں ہوتی کہ ان کو بھی ایک لقمہ دے دوں، میرے بچوں کے کپڑے پھٹے ہیں مگر اسے توفیق نہیں ہوتی کہ ان کو کپڑا بنوا دوں، فلسطین کے مسلمان شہید ہو رہے ہیں مگر ان کے دل میں ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔ یہ کیسا ایمان ہے؟

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں دنیا میں کسی مسلمان کا غم سنتا ہوں تو میرے حلق سے کھانا نہیں اُترتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم لوگوں کو بھی ایسا ایمان نصیب فرمائیں۔ حکیم الامّت فرماتے ہیں کہ جب میں سنتا ہوں کہ مسلمان دنیا میں کہیں بھی کسی بھی مصیبت میں مبتلا ہیں تو اتنا غم ہوتا ہے کہ حلق سے کھانا مشکل سے اُتارتا ہوں۔ جس کا جیسا ایمان ہوتا ہے وہ اسی کے مطابق دردِ دل کے ساتھ سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے دعا گو ہوتا ہے۔

میں نے حرم میں اولیاء اللہ کی ایک جماعت دیکھی۔ میں ان کو اپنے نیک گمان سے اور وہاں کے علماء سے تصدیق کرکے عرض کرتا ہوں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رجالِ غیبی تھے، ممکن ہے ابدال ہوں، وہ تقریباً سات آدمی تھے، حالتِ احرام میں حجر اسود کے سامنے کعبے کو دیکھتے جارہے تھے اور ایک گھنٹے تک یہ ہی دعا مانگتے رہے **یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا اَجْمَعِیْنَ** ایک یہ کہتا تھا اور باقی سب اس کے پیچھے پڑھتے تھے۔ اب اس کا ترجمہ سن لیں کہ اے سارے عالم کے معبود سارے عالم کی مخلوقات پر رحم فرما۔

اچھے اخلاق کے بلند درجات

اسی لیے قیامت کے دن اچھے اخلاق والوں کا بہت بڑا درجہ ہو گا۔ اس کے لیے

خاص دعا مانگنی چاہیے۔ ہمارے اندر جس بات کی کمی ہے اسے اللہ سے مانگو کیوں کہ ہم فقیر ہیں، اللہ نے ہمیں رجسٹرڈ فقیر بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں یَآاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللہِ[۶] اے دنیا بھر کے انسانو! تم سب اللہ کے فقیر ہو۔ اللہ نے جملہ اسمیہ سے بیان فرمایا ہے جو دوام و ثبوت کے لیے ہوتا ہے یعنی تم بادشاہ ہو کر بھی میرے فقیر رہوگے۔ نبی ہو یا ولی ہو اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ تم میرے فقیر ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رجسٹرڈ فقیر ہیں اور فقیر کا کام ہے مانگنا۔ لہٰذا اللہ سے خوب مانگو، جس چیز کی کمی ہو اسے مانگو۔ اللہ ہمیں اچھے اخلاق دے دے، حیا دے دے، ہمارا حوصلہ بلند کر دے، ہمارا دل نرم کر دے۔ اگر کسی کو لمبی چوڑی دعا مانگنی نہیں آتی تو یہ ہی کہہ دے کہ اے اللہ ہمیں اپنے اولیاءِ صدیقین کی خط منتہاء تک پہنچا دے کیوں کہ اس سے زیادہ اونچا درجہ کسی ولی کا نہیں ہے، اولیاء اللہ کا سب سے اونچا طبقہ اولیاءِ صدیقین کا ہے، اس کے بعد نبوت شروع ہوتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہوگئی لہٰذا اب نبوت کی دعا نہیں مانگ سکتے، اب یہ دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ تو اللہ سے یوں عرض کرو کہ اے خدا ہم سب کو اولیاءِ صدیقین کے اخلاق اور اعمال نصیب فرما۔

حقوق العباد میں کوتاہی پر گرفت کی وجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتوں کا قصہ پیش آیا۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت اتنی عبادت گزار ہے کہ رات بھر نماز پڑھتی ہے اور دن میں روزہ رکھتی ہے، اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں تو اتنی اچھی ہے لیکن مخلوق کے ساتھ اس کا یہ معاملہ ہے کہ تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا اپنے پڑوسیوں کو ہر وقت تکلیف پہنچاتی رہتی ہے۔ اور دوسری عورت کے بارے میں عرض کیا کہ ایک اور عورت ہے جو کم عبادت گزار ہے یعنی فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرتی ہے، زیادہ نفلی عبادت نہیں کرتی لیکن اپنے محلّے کے پڑوسیوں اور اللہ کے بندے بندیوں کے ساتھ یعنی اللہ کی مخلوق کے ساتھ اس کا معاملہ بہت اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی والی عورت جو رات بھر عبادت کرتی ہے اور دن میں روزہ رکھتی ہے

[۶] الفاطر:۱۵

لیکن مخلوق خدا کو اذیت پہنچاتی ہے هِيَ فِي النَّارِ وہ جہنم میں جائے گی۔ اور دوسری عورت جس کے نفلی اعمال کم ہیں، فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ ادا کرتی ہے، یہ مطلب نہیں کہ فرض نماز روزہ اور ضروری عبادت بھی نہیں کرتی۔ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هِيَ فِي الْجَنَّةِ[۷] یہ جنت میں جائے گی۔ اب اس کی وجہ بھی سن لیں۔ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کمی کی مثلاً نماز چھوٹ گئی، جماعت چھوٹ گئی یا کوئی اور کوتاہی ہوگئی اور آپ نے رو رو کر اللہ سے معافی مانگ لی، تو چوں کہ ہمارے کسی عمل سے اللہ کی ذات متاثر نہیں ہوتی، اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اس لیے اللہ تعالیٰ فوراً معاف فرمادیتے ہیں لیکن بندوں کا یہ معاملہ ہے کہ جب انہیں ستایا جاتا ہے تو ان کی آہ نکل جاتی ہے، دل ٹوٹ جاتا ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے بچو، جب وہ دعا کرتے ہیں تو معاملہ سنگین ہوجاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ[۸] مظلوم کی آہ سے ڈرو۔ اس حدیث کی شرح میں شارحین لکھتے ہیں وَلَوْ كَانَ كَافِرًا[۹] چاہے وہ (مظلوم) کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے اس معاملہ میں بہت ہوشیار رہنا چاہیے خصوصاً اپنے ماں باپ کے معاملے میں۔ ان کو کبھی اُف بھی نہ کہو، جھڑکو بھی نہیں، تکلیف بھی نہ دو۔ ایسے ہی اپنے چھوٹوں پر بھی شفقت رکھو، ضرورت سے زیادہ سختی نہ کرو، چھوٹوں کو بھی ڈانٹ ڈپٹ سے زیادہ تنگ نہ کرو، اپنی بڑائی کا زیادہ رعب نہ جماؤ کہ میں تم سے بڑا ہوں، تم میرے چھوٹے ہو، تمہیں میرا ہر حکم، ہر سختی برداشت کرنی پڑے گی۔ زیادہ ڈانٹنے سے بھی چھوٹے بڑوں سے دور ہوجاتے ہیں پھر وہ تم سے دین کی بات بھی نہیں سنیں گے۔ اس لیے چھوٹوں پر شفقت کرو۔ حدیث پاک میں ہے لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا[۱۰] پہلے چھوٹوں پر شفقت کرو پھر چھوٹے خود آپ کا ادب کریں گے۔ اس لیے اس جملہ کو مقدّم

---

۷ شعب الایمان للبیہقی: ۱۲/۹۴ (۹۰۹۸)، باب اکرام الجار، مکتبۃ الرشد، ریاض

۸ جامع الترمذی: ۲/۲۱، باب ما جاء فی دعوۃ المظلوم، ایچ ایم سعید

۹ التنویر شرح الجامع الصغیر: ۱/۳۲۰ (۱۱۹)، حرف الباء، مکتبۃ دار الاسلام، ریاض

۱۰ جامع الترمذی: ۲/۱۴، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان، ایچ ایم سعید

فرمایا ورنہ پہلے بڑوں کے ادب کا نسخہ بتاتے۔ کیا یہ تقدم و تاخر ایسے ہی اتفاقی ہے؟ ارے اللہ اور رسول کے ایک ایک جملہ کے تقدم و تاخر میں علوم چھپے ہوتے ہیں۔ پہلے چھوٹوں پر شفقت کرو، ان کا دل جیت لو، دل اپنے ہاتھ میں لے لو پھر وہ آپ پر فدا ہونے لگیں گے۔

مخلوق کی محبت پانے کا نسخہ

اسی طرح حدیث ہے **مَنْ لَّمْ یُبَجِّلْھُمْ فَلَیْسَ مِنَّا**[۱۱] جو علماء و مشائخ کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ صاحب آج کل لوگوں کے اخلاق بہت خراب ہوگئے ہیں، لوگ بڑے خشک مزاج ہوگئے ہیں، سب بے وفا ہوگئے ہیں، محبت سے پیش نہیں آتے، بے وفائی کا زمانہ ہے، لوگوں کا خون سفید ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کا خون لال ہے یا سفید؟ انہوں نے کہا کہ لال ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں سے کتنی محبت کرتے ہیں؟ پھر میں نے ایک حدیث پڑھی **لَا خَیْرَ فِیْ مَنْ لَّا یَأْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ**[۱۲] اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو کسی سے اُلفت اور محبت نہ کرے، ہر وقت غصہ میں رہے اور لوگ بھی اس سے محبت نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے **یَأْلَفُ** کیوں بیان فرمایا؟ معلوم ہوا کہ پہلے آپ کو محبت کرنی پڑے گی جب کہ آپ انتظار کر رہے ہیں کہ لوگ ہم سے محبت میں پہل کریں پھر ہم جواب میں محبت کریں گے، ایسے شخص کے اندر محبت کی کمی ہے، یہ دفاعی جنگ لڑ رہا ہے۔ جو حکومت کمزور ہوتی ہے جب اس پر حملہ ہوتا ہے تب دفاع کرتی ہے، خود حملہ نہیں کرتی۔ جن کی محبت کم ہے وہ پہلے محبت نہیں کرتے، کوئی ان سے محبت کرے تو اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ اس شخص کی محبت کی حکومت کمزور ہے، یہ دفاعی جنگ لڑتا ہے۔ اگر کسی نے اس کو کوئی ہدیہ دے دیا تو اس نے بھی دے دیا، کسی نے سلام کر لیا تو اس نے جواب دے دیا، کسی نے اس کے ساتھ محبت کی، اس کے یہاں آیا تو یہ بھی چلا گیا۔ لیکن محبت میں کبھی پہل نہیں کرتا جیسے کمزور حکومت کبھی پہلے حملہ نہیں کرتی جب سر پر ڈنڈا پڑتا ہے تب دفاع کرتی ہے۔

---

[۱۱] کنز العمال: ۹/۱۵۷-۱۵۸ (۲۵۵۰۳)، باب التعظیم والقیام، مؤسسۃ الرسالۃ
[۱۲] شعب الایمان للبیہقی: ۱۰/۳۴۲ (۷۷۶۸)، باب حسن الخلق، مکتبۃ الرشد

ایسی کمزور محبت والے لوگ جن کا اللہ سے تعلق کمزور ہے اور اللہ کے لیے محبت کرنا کم جانتے ہیں وہ انتظار کرتے ہیں کہ کوئی ہم سے محبت کرے تب ہم ان سے محبت کریں گے۔ حالاں کہ حدیث میں پہلے محبت کرنے کا جملہ ہے **لَا خَیْرَ فِیْ مَنْ لَّا یَأْلَفُ** اس میں خیر نہیں ہے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ اُلفت نہیں کرتا۔ لہٰذا اپنے عزیز و اقارب، خونی رشتے دار، اساتذہ کرام، ماں باپ اور انسان کا جس کے ساتھ ہر وقت کا رہنا سہنا ہو کم از کم وہاں تو اس پر عمل کرے۔ جب **یَأْلَفُ** پر عمل کرے گا تو **یُؤْلَفُ** بھی ہو جائے گا، جو **یَأْلَفُ** ہو گا وہ **یُؤْلَفُ** بھی ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ جب یہ محبت کرے گا تو جن کی محبتیں کمزور ہیں ان کا بھی گزارا ہو جائے گا۔ اگر آپ کامل محبت کے ساتھ پیش آئیں گے تو جن کی محبت ناقص ہے انہیں بھی آپ سے محبت کرنی آجائے گی، کم از کم وہ جوابِ محبت تو دے ہی دیں گے تو کمزوروں کا گزارا بھی ہو جائے گا۔ اگر سارے ہی کمزور بن گئے اور اس انتظار میں رہے کہ کوئی ہم سے محبت کرے گا تو ہم بھی محبت کریں گے۔ اگر کسی محلے میں کمزوروں کی ایسی جماعت ہو تو کوئی کسی کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہو گا۔ حیدرآباد میں ایسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ ایک صاحب کسی سے نہیں ملتے تھے، کسی سے محبت نہیں کرتے تھے حالاں کہ معزز آدمی تھے، مکان، عزت، مال و دولت سب کچھ تھا لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو کوئی نہیں آیا کیوں کہ محلّے والوں سے ملتے نہیں تھے۔ لہٰذا مزدور بلانے پڑے جو پیسے لے کر جنازہ لے گئے۔

دنیا میں کس طرح رہیں؟

دنیا میں اس طرح سے رہو کہ جب تم مر جاؤ تو دنیا یاد کر کے روئے، زمین و آسمان روئیں، جس زمین سے آپ کے اعمال آسمان پر جاتے ہیں اور جس آسمان سے رزق زمین پر اُترتا ہے مؤمن کے انتقال کے بعد وہ آسمان بھی روتا ہے جہاں سے اس کا رزق اُترتا تھا اور وہ زمین بھی روتی ہے جس پر وہ عبادت کرتا تھا۔ اور نیک بندے بھی روتے ہیں کہ کیسا اچھا بندہ تھا، کیسے اچھے اخلاق والا تھا۔ اور اگر آپ رات بھر عبادت کرتے ہیں، دن بھر روزہ رکھتے ہیں لیکن محلّے میں ہر ایک سے اب تب کرتے ہیں، ہر ایک کو گالیاں دیتے ہیں اور ہر ایک سے لڑائی کرتے ہیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جس دن آپ مریں گے اس دن سارا محلّہ کہے گا کہ الحمد للہ ہم سے لڑنے

والا مر گیا، شکر ہے اب ہمیں گالیاں دینے والا کوئی نہ رہا۔

تو بھائی ایسی زندگی نہ گزارو کہ مرنے کے بعد لوگ شکر ادا کریں اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بڑی مصیبت سے نجات دی۔ دنیا میں اس طرح سے رہو کہ تمہارا نام رہے۔ دیکھو نبیوں نے یہ دعا کی وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ[۱۳] اے اللہ ہمیں ایسے اخلاق اور اعمال دے دے کہ قیامت تک ہمارا نام پاک بازوں میں لیا جاتا رہے یعنی وہ ہمیں نیکی سے یاد کرتے رہیں۔

خدا کی مغفرت سے ناامید نہ ہوں

بہر حال توبہ کے بھروسے پر گناہ نہ کرو اور گناہوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جائے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ لیکن یہ نسخہ ان کے لیے ہے جو بہت گناہ گار ہیں اور شیطان ان کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرتا رہتا ہے۔ ان کو حکیم الاُمّت کا یہ جملہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جائے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھیے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اُڑا دیتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ توبہ کے سہارے پر گناہ شروع کردیں کہ آج توبہ کا بڑا اچھا ملفوظ سنا ہے کہ گناہوں کے بڑے بڑے پہاڑوں کو توبہ کے بارود سے اُڑا دو۔ یہ نسخہ ان کے لیے ہے جو اللہ سے اتنا ڈر گئے کہ اس کی رحمت ہی سے مایوس ہوگئے کہ اب ہماری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ شیطان ان کو مایوس کرکے اللہ سے دور کر رہا ہے، انہیں توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی ہے تو انہیں اللہ سے قریب کرنے کے لیے حکیم الامت نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ توبہ کے سہارے پر گناہوں میں مبتلا ہو جاؤ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ چوں کہ گناہ سے بندہ اللہ سے دور ہوتا ہے چناں چہ گناہ کا یہ عذاب ہی کیا کم ہے کہ اللہ سے دوری ہوگئی؟ اگر گناہ پر سزا نہ بھی ہو تب بھی انسان گناہ سے بچے گا کیوں کہ بندہ اس کی وجہ سے اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک دعا کرتے ہیں، دیکھو مولانا رومی کی دعا بھی کیسی پیاری ہے۔ میرے شیخ

۱۳؎ الشعراء:۸۵

مولانا ابرار الحق صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا رومی بڑے پیارے آدمی تھے، وہ دعا کرتے ہیں۔

یار شب را روز مہجوری مدہ
جان قربت دیدہ را دوری مدہ

اے اللہ جنہوں نے راتوں کو عبادتیں کیں اور دعائیں مانگیں ان کو دوری کا دن نہ دے اور اے خدا! جن جانوں کو آپ نے اپنے قرب کا مزہ چکھا دیا ہے ان کو دوری کا عذاب نہ دیجیے۔

مؤمن اور فاسق کے احساسِ گناہ میں فرق

اگر دل زندہ ہے تو کتنا ہی چھوٹا گناہ کیوں نہ ہو دل میں پریشانی لاتا ہے، البتہ اگر دل مر گیا ہو تو اور بات ہے۔ جو لوگ اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں اور کچھ اللہ اللہ کر لیتے ہیں اور بزرگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے ہیں ان کے لیے حکیم الاُمّت کی بشارت ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ گناہ پر قائم نہیں رہنے دے گا۔ چوں کہ ان کا دل زندہ ہوتا ہے لہٰذا پریشانی محسوس کرتا ہے جس سے انہیں ندامت کا احساس اور توفیقِ توبہ عطا ہو جاتی ہے۔ مردے کو تو چاہے جتنے جوتے مارو وہ اُف بھی نہیں کرے گا۔ جو دل مردہ ہو چکا ہو اس کو پریشانی محسوس نہیں ہوگی چاہے جتنے بھی گناہ کرلے۔

اسی لیے مؤمن اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے چاہے چھوٹا گناہ ہی کیوں نہ ہو بخلاف فاجر کے، وہ گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے، آئی اور اُڑادی۔ معلوم ہوا کہ گناہ کو سخت سمجھ کر توبہ کرنا ایمان کی علامت ہے اور اس کو ہلکا سمجھنا بے ایمانی کی علامت ہے۔ اور یہ جو آتا ہے کہ گناہ کو بڑا نہ سمجھو، اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کو اتنا بڑا مت سمجھو کہ اللہ کی رحمت کو چھوٹا سمجھنے لگو اور توبہ کرنے کو بے کار سمجھو کہ ہم سے تو اتنے بڑے بڑے گناہ ہو گئے کہ اب اللہ میاں معاف نہیں کر سکتے۔ نعوذ باللہ گویا خدا کی رحمت چھوٹی ہو گئی اور آپ کے گناہ بڑے ہو گئے۔

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دو۔ یعنی جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا کوئی ذرّہ رکھا ہے ایسے لوگوں کے پاس آنا جانا شروع کر دو۔ پھر ان شاء اللہ آپ

کو بھی اللہ کی محبت مل جائے گی۔

حضرت تھانوی نے فرمایا کہ بندے کو چاہیے کہ پہلے تھوڑی سی ہمت کرے پھر خود اللہ تعالیٰ تم کو کامل کر دیں گے۔ پہلے خود اللہ اللہ شروع کرو پھر اللہ تعالیٰ خود اس کی تکمیل کرادیں گے۔ جیساکہ باپ دیکھتاہے کہ بچہ دس قدم چلا اور گر گیا تو خود ہی رحم کھا کر اس بچے کو گود میں اٹھالیتاہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ جب دیکھتے ہیں کہ بندہ مجھے یاد کرتا ہے، میرا بننا چاہتا ہے اور نفس و شیطان اس کے ساتھ کبھی گڑبڑ کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک دن ان شاء اللہ نفس و شیطان سے چھین کر اسے اپنا بنالیں گے کہ کب تک ہمارے اس بندے کو ستاتے رہو گے۔

ارتکابِ معصیت سے تقاضائے معصیت کم نہیں ہوتے

حکیم الامّت کا ارشاد ہے کہ در حقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے سن لو صوفیو اور وہ اہلِ علم حضرات جو اللہ کے راستے پر چل رہے ہیں، ان کے لیے بہت کام کی بات ہے۔ آج کل کے معاشرے میں اس کی بڑی ضرورت ہے، کیوں کہ آج کل بے پردگی اور گناہ کے اڈّے عام ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ در حقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا۔ مثلاً کسی شخص کو بدنگاہی کا مرض ہے، شیطان کہتا ہے کہ اس حسین پر ایک نظر ڈال لو، جب اسے دیکھنے کا تقاضا کم ہو جائے گا پھر سکون سے اللہ اللہ کرلینا ورنہ دل ہر وقت پریشان کرے گا۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ گناہ کر لینے سے گناہ کا تقاضا کم نہیں ہوگا، یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ گناہ کا ارتکاب کرنے سے تھوڑی دیر کے لیے تقاضا کم ہوتا ہے مگر بعد میں اتنا شدید تقاضا ہوگا کہ تمہارے بس سے باہر ہو جائے گا اور اس کو دفع کرنا مشکل ہو جائے گا۔

سنّت کے مطابق عمل ہی پسندیدہ ہے

حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ اگر نماز سنّت کے مطابق ادا کرلی یعنی جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت باندھی اور جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ کیا اس کے مطابق نماز پڑھی اب چاہے اس میں لاکھوں وَساوِس آئیں یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اُس نماز سے جو خلافِ سنت پڑھی جائے چاہے اس میں بالکل وسوسہ نہیں آئے۔

ایک صاحب نے کہا کہ جب میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں تو بہت سکون رہتا ہے، مسجد میں جاتا ہوں تو وسوسہ آتا ہے، لہٰذا میں گھر ہی میں نماز کیوں نہ پڑھ لیا کروں؟ اس کا یہ جواب ہے کہ چاہے تم گھر میں بالکل سکون سے پڑھو، ساری نماز میں روتے رہو، دل اللہ سے لگا ہوا ہو تو یہ نماز قبول نہ ہوگی کیوں کہ سنت کے خلاف ہے، اور اگر سنت کے موافق نماز پڑھو، مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھو پھر چاہے لاکھوں وسوسے آئیں ان شاء اللہ یہ نماز قبول ہے۔

گناہوں سے بچنے کا طریقہ

حکیم الامّت کا ملفوظ ہے کہ گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے خود ہمت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ہمت مانگو، اس کے لیے کبھی کبھی دو رکعت نماز صلوٰۃ الحاجت بھی پڑھو اور اللہ سے کہو کہ یا اللہ میں گناہ چھوڑنا چاہتا ہوں مگر گناہ مجھ سے نہیں چھوٹتے۔ آپ ہم کو گناہ چھوڑنے کی ہمت دے دیجیے۔ یہ دو نسخے ہو گئے۔ پہلا نسخہ یہ کہ خود ہمت کی، دوسرا نسخہ یہ کہ اللہ میاں سے ہمت مانگی۔ ابھی ایک نسخہ باقی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاصانِ خدا سے دعا بھی کرائیں یعنی اللہ کے خاص بندوں سے دعا بھی کراؤ کہ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ ہمیں اللہ والی زندگی نصیب کر دے۔ ہمیں گناہ والی زندگی سے بچالے۔ کیوں کہ گناہ گار زندگی بہت ہی پریشان رہتی ہے۔ ذرا سی دیر کے مزے کے بعد زندگی پریشان اور تلخ ہو جاتی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا شعر یاد آیا ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا عالم انوار سے بھرا ہوتا ہے اور گناہ گار کی زندگی پریشان، ظلمت سے بھری ہوئی اور تلخ ہوتی ہے۔ جو لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں ذرا ان سے پوچھیے، جتنے گناہ کرنے والے ہیں ان کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھ لیں، وہ خود کہیں گے کہ مزہ تھوڑی دیر کا ہے اور سزا لمبی ہے۔ ذرا بدنگاہی کر کے دیکھ لو۔ حکیم الامّت فرماتے ہیں کہ اگر تین منٹ کا حرام مزہ لیا تو بہتّر گھنٹے تک بے چین رہو گے، کم سے کم تین دن تک اس کا اثر رہے گا۔ اور اگر توبہ نہ کرو گے تو پریشانی اور لمبی ہو جائے گی۔

یاد رکھو اللہ کی نافرمانی کے ساتھ اللہ کے جمال کا مشاہدہ نہیں ہوسکتا۔ دل اور روح کی آنکھیں اسی وقت کھلتی ہیں جب نفس کی شہوت اور لذت کو حرام جگہ استعمال سے روکا جائے۔ دل اور روح کی آنکھیں جو اللہ کا جمال دیکھتی ہیں اُسی وقت کھلتی ہیں جب انسان اللہ کی نافرمانی سے بچے۔

قیامت کے دن کس کو رونا نہیں پڑے گا؟

حضرت تھانوی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّاعَیْنًاغَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللہِ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو دیکھنے سے بچی۔ جن چیزوں کو دیکھنا اللہ نے حرام فرمایا ہے ان کو مت دیکھو۔ بعض لوگ نامحرم عورتوں کو دیکھنا حرام سمجھتے ہیں لیکن خوبصورت لڑکوں کو دیکھنا حرام نہیں سمجھتے۔ یاد رکھو دونوں حرام ہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ بھی اِسی درجہ کا حرام ہے جیسا کہ وہ حرام ہے۔ علامہ نووی مسلم شریف کے شارح ہیں، انہوں نے ریاض الصالحین لکھی ہے، اس کے اندر ایک مستقل باب قائم کیا ہے بَابُ تَحْرِیْمِ النَّظَرِاِلَی الْمَرْأَةِ الْاَجْنَبِیَّةِ وَ الْاَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَیْرِ حَاجَةٍ شَرْعِیَّةٍ[۱۴] یعنی اجنبی اور نامحرم عورتوں کو دیکھنا جیسا حرام ہے ویسے ہی حسین امرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّاعَیْنًاغَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللہِ وَعَیْنًاسَهِرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَعَیْنًاخَرَجَ مِنْهَامِثْلُ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللہِ[۱۵] قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہوگی بجز اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دیکھنے سے رُک گئی، دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور تیسری وہ آنکھ جس سے اللہ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو بہہ گیا۔

---

[۱۴] ریاض الصالحین: ۵۹۴، دار احیاء الکتب العربیۃ، قاھرۃ

[۱۵] کنز العمال: ۱۶/۳۷ (۴۳۸۳۲)، الترھیب الاحادی من الاکمال، مؤسسۃ الرسالۃ

خوفِ خدا سے رونے کے لیے مراقبہ

میں اپنی ماں، بہنوں یعنی عورتوں سے اور مردوں سے اور اپنے تمام دوستوں سے یہی کہتا ہوں کہ کبھی تنہائی میں بیٹھ کر مکھی کے سر کے برابر آنسو بہالو۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارے تو آنسو نہیں نکلتے، تو میں کہتا ہوں کہ ذرا موت کو یاد کرو، قبر کو یاد کرو، دوزخ کو یاد کرو اور قیامت کے منظر کو یاد کرو کہ سوالات اور جوابات ہورہے ہیں اور حکم ہورہا ہے کہ پکڑو اس نالائق کو، زنجیر ڈالو اس کے اور پھینک دو اس کو جہنم میں۔ ذرا اس کا مراقبہ کرو پھر دیکھو کہ کیسے آنسو نہیں نکلتے۔ موت کو یاد کرو کہ مر گیا ہوں اور قبر میں لٹادیا گیا ہوں، اب قیامت کے دن اللہ کے حضور پیشی ہورہی ہے، دوزخ سامنے ہے وَ جِآیْءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ[۱۶] جہنم خود سامنے لائی جائے گی، وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ[۱۷] اور جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی، ان سے ذرا بھی دور نہ ہوگی۔ پھر سوال جواب ہورہا ہے اور اللہ تعالیٰ کڑک دار آواز سے فرمارہے ہیں خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ پکڑو اس نالائق کو ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ[۱۸] اور زنجیروں میں جکڑ کر طوق پہنا دو۔ میرے دوستو! پھر دیکھو کہ آنسو نکل آئیں گے۔

یادِ خدا میں رونے کی فضیلت

اگر کوئی مؤمن اللہ کی محبت میں یا اللہ کے خوف سے رویا اور مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو نکل آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے چہرہ پر دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔ جہاں جہاں آنسو کا پانی لگے گا وہاں وہاں جہنم کی آگ حرام ہوجائے گی۔ لہٰذا کبھی اللہ کی یاد میں رو بھی لیا کرو، اس سے ایمان ہرا بھرا ہوجاتا ہے۔ جب آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تو اس آنسو سے دل میں ایمان ہرا بھرا ہوجاتا ہے۔ بہت سے دوستوں نے مجھے بتایا کہ جب کبھی اللہ کی یاد میں رونا آتا ہے تو دل ایسا کھل جاتا ہے کہ جیسے خشک باغ میں پانی ڈالنے سے پودے

---

[۱۶] الفجر:۲۳
[۱۷] قٓ:۳۱
[۱۸] الحاقة:۳۰-۳۱

اور پتے ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ جب باغ پر بارش ہوتی ہے پھر صبح پتے دیکھو کہ کیسے اچھے لگتے ہیں۔ اسی لیے شہیدوں کا خون اور اللہ کی محبت یا خوف سے رونے والوں کے آنسوؤں کو اللہ تعالیٰ وزن میں برابر رکھتے ہیں۔ شہیدوں کے خون کی بے حساب بخشش ہوگی اور اللہ کے خوف سے اکیلے میں بیٹھ کر رونے والوں کی بھی بے حساب بخشش ہوگی۔ بے حساب بخشش ہونے میں دونوں قدر مشترک رکھتے ہیں۔ یہ وجہ ہے دونوں کے ایک ساتھ وزن ہونے کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَا عَلِمَ اللّٰہُ مِنْ عَبْدٍ نَدَامَۃً عَلٰی ذَنْبٍ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَغْفِرَہٗ مِنْہُ[۱۹]
جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرکے رو لیتے ہیں، اللہ کے خوف سے ان کے کچھ آنسو نکل آتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ معافی مانگنے سے پہلے ہی بخش دیتے ہیں۔ دیکھو تنہائی میں رونے اور لوگوں میں رونے میں بہت فرق ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے ان میں ایک آدمی وہ بھی ہے رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ[۲۰] جو تنہائی میں روئے اور اس کی آنکھیں اللہ کے خوف سے بہہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی عرش کا سایہ دے گا۔ اسی لیے بزرگوں کا ذوق بھی یہی ہے جو سنّت کا ذوق ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو سنّت کا خوب ذوق دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا تنہائی میں رونے کا ذوق دیکھیے، فرماتے ہیں؎

تمنّا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

یہ اکیلے بیٹھنے اور اللہ کو یاد کرنے کا ذوق ہوا یا نہیں؟ اور مولانا رومی فرماتے ہیں؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
تا ابد جاناں چنیں می بایدم

اے اللہ جب میں آپ کی محبت میں نعرہ لگاتا ہوں، یا اللہ کہتا ہوں تو مزہ آجاتا ہے۔ لیکن یہ مزہ

۱۹؎ المستدرك للحاكم: ۲۵۳/۴، كتاب التوبة والانابة، دار المعرفة، بيروت

۲۰؎ صحيح البخاري: ۹۱/۱، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوٰة، المكتبة المظهرية

کہاں زیادہ ملتا ہے؟ ؎

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

کوئی ایسی جگہ ہو جہاں صرف آسمان ہو اور ہم ہوں، یعنی آسمان والا اللہ ہو اور ہم ہوں اور ہمارے اس راز کا، ہماری اس محبت کا اللہ کے سوا کوئی محرم نہ ہو۔ اور فرماتے ہیں ؎

خوشتر از ہر دو جہاں آں جا بود
کہ مرا با تو سر و سودا بود

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں میں مجھے سب سے عمدہ جگہ کون سی لگتی ہے؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ چلو سفاری پارک ہو آئیں، کوئی ہل پارک کی ہوا کھاتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ کہیں اور گھوم آئیں۔ لیکن مولانا رومی کس زمین پر گھومنے کا اعلان کر رہے ہیں؟ فرماتے ہیں ؎

خوشتر از ہر دو جہاں آں جا بود
کہ مرا با تو سر و سودا بود

دونوں جہاں میں مجھے وہ جگہ زیادہ محبوب ہے جہاں اللہ تعالیٰ سے میری مناجات ہو رہی ہو، میں اللہ سے کہہ رہا ہوں اور اللہ میری سن رہا ہو۔ جہاں اللہ کی یاد کی توفیق ہو جائے اس زمین کا کیا پوچھنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی حلاوت اور مٹھاس ہم سب کو عطا فرمادے۔

امّت کے مسائل ختم ہونے کا راستہ

حضرت تھانوی ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان اپنی اصلاح کرلے اور دین میں مضبوط ہو جائے تو ہمارے سارے مسائل ان شاء اللہ حل ہو جائیں گے۔ ہم لوگ مسائل کو دنیاوی مادّی وسائل سے ختم کرنا چاہتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ[۲۱]

---

[۲۱] صحیح مسلم: ۲/۳۱۷، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ، ایچ ایم سعید

اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ اس لیے مسائل وسائل سے نہیں جائیں گے، اس کے لیے اعمال فضائل اختیار کرو، اچھے اعمال کرو، اللہ کو راضی کرو، ان شاء اللہ سب مسائل حل ہو جائیں گے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دیوار کھونٹے سے خوشامد کر رہی تھی کہ میرے اندر مت گھسو میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے ؎

قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِ لِمَ تَشُقُّنِیْ
قَالَ الْوَتَدُ اُنْظُرْ اِلٰی مَنْ یَّدُقُّنِیْ

دیوار نے کھونٹے سے کہا کہ میرے اندر کیوں گھُس رہے ہو؟ میرا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ کھونٹے نے جواب دیا کہ جو مجھے ٹھونک رہا ہے اس کو دیکھ۔ آج دنیائے سائنس اسباب اور وسائل میں پڑی ہوئی ہے، کھونٹے کی اسپیڈ کو تو ریکارڈ کرتی ہے کہ کس رفتار سے کھونٹا گھس رہا ہے، کس رفتار سے طوفان آنے والا ہے، کس رفتار سے سیلاب آرہا ہے۔ سائنس دان تو کھونٹے کی نوک اور اس کے طول وارض کو ناپتے ہیں اور اس کی رفتار کو ریکارڈ کرتے ہیں۔ کاش یہ کھونٹا ٹھونکنے والے کو راضی کرلیتے تو کسی سائنسی مشینری کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ اللہ سے کٹے ہوئے ہیں، مصائب اور شیطان سے جڑے ہوئے ہیں۔

مسواک کے فضائل

اب آپ حضرات کچھ مسائل سن لیں تاکہ مسائل کا بھی کچھ علم ہو جائے۔ نمبر ایک، جو نماز مسواک کرکے پڑھی جاتی ہے وہ اُس نماز سے ستّر گنا افضل ہوتی ہے جو بغیر مسواک کیے پڑھی جائے۔ یہ اس لیے سنا رہا ہوں کہ تاکہ آپ لوگ مسواک کا اہتمام رکھیں۔ ایک نماز آپ نے مسواک کرکے پڑھی تو اس کا ثواب ستّر گنا زیادہ ہے اُس نماز سے جو بغیر مسواک کیے پڑھی۔ دیکھو بھائی فائدے کا سودا سمجھ کر اس پر عمل کرو۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسواک کے جہاں اور فائدے ہیں کہ آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے، مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں، معدہ درست رہتا ہے اور پاگل پن کی بیماری نہیں ہوتی۔ مگر سب سے بڑا ثواب جس کو علامہ شامی خود مانگ رہے ہیں رَزَقَنَا اللّٰہُ ذٰلِکَ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ اے خدا اپنے احسان سے یہ نعمت مجھ کو بھی دے دے۔ اور وہ کیا نعمت ہے؟ مسواک کرنے والوں کا خاتمہ ایمان پر ہو گا،

ان شاء اللہ مرتے وقت ان کو کلمہ یاد کرادیا جائے گا۔ وَ اَعْلَاھَا تَذْكِيْرُ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ [۲۲] یعنی کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللہ یاد کرادیا جائے گا۔ اس کو عورتیں بھی سن لیں اور مرد بھی سن لیں کہ مسواک کا اہتمام رکھیں۔ جس وقت آپ نے وضو کیا اسی وقت مسواک کرلی۔ اب اگر اسی وضو سے یعنی ظہر کے وضو سے آپ نے عصر کی نماز پڑھی تو اب مسواک کرنا سنت نہیں ہے، اگر آپ اب مسواک نہیں کریں گے تو ستّر گنا والا اتنا ہی ثواب اب بھی ملے گا، کیوں کہ جب آپ نے وضو کیا تھا اس وقت آپ نے مسواک کرلی تھی، اب آپ اس وضو سے جو بھی نماز پڑھیں گے اس پر ستّر گنا ثواب ملے گا۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ اس وقت بھی مسواک کرلے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر وضو کے وقت مسواک مسنون نہیں ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک مسنون ہے۔ جب آپ عرب جائیں گے تو دیکھیں گے کہ عرب کے لوگ ہر نماز کے وقت مسواک کرتے ہیں، کیوں کہ وہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے لیے بھی اس کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مسواک سے کیے گئے وضو کے باوجود جب دوسری نماز کا وقت آگیا تو اس وقت بھی اگر مسواک کرلیں تو اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ امام صاحب نے اس پر اجماع لکھا ہے۔ آپ نے ظہر کی نماز کے لیے مسواک سے وضو کیا تھا، اب اگرچہ آپ ظہر سے عصر تک باوضو بیٹھے ہیں لیکن عصر کے وقت تک منہ کی وہ صفائی نہیں رہتی، کچھ نہ کچھ مہک آجاتی ہے، اب عصر کی نماز میں چوں کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنی ہیں، باتیں کرنی ہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس وقت پھر مسواک کرلیں۔

نماز میں دو سجدوں کی حکمت

دوسرا مسئلہ یہ بتانا ہے کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں رکوع تو ایک ہے مگر اللہ نے سجدے دو کیوں رکھے ہیں؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ تو حکمت کا سوال کرنا ہمارے ذمہ نہیں ہے، کیوں کہ ہم بندے ہیں، جیسا اللہ نے حکم دیا اس پر عمل کرنا ہمارے ذمے ہے۔ لیکن حکمت کا علم ہونے سے بندہ ذرا خوش ہوجاتا ہے۔ اسی لیے علامہ شامی نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ

[۲۲] ردالمحتار: ۲۳۶/۱، کتاب الطھارۃ، مطلب فی منافع السواک، دار عالم الکتب، ریاض

چوں کہ شیطان نے ایک سجدہ بھی نہیں کیا اس لیے تَرْغِیْمًا لِلشَّیْطٰنِ شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اللہ نے ہم پر دو سجدے فرض کر دیے۔ لَمْ یَسْجُدْ مَرَّۃً وَّنَحْنُ نَسْجُدُ مَرَّتَیْنِ[۲۳] کہ اے خبیث ابلیس تو نے تو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا اور ہم اپنے رب کو دو سجدے کرتے ہیں۔

نماز میں جماہی کے وقت کیا کریں؟

تیسرا مسئلہ ہے نماز میں جماہی آنے کا۔ جب نماز میں ہاتھ باندھے ہوئے قیام میں کھڑے ہوں اور جماہی آجائے تو منہ پر کون سا ہاتھ رکھو گے؟ جماہی عموماً شیطانی اثر ہوتی ہے لہٰذا پہلے تو جماہی کو خوب روکو، دانت سے منہ کو دبا کر زور سے روک لو، اگر نہ رُکے تو ہاتھ سے روکو۔ علامہ شامی نے ایک ترکیب اور بتائی ہے کہ دل میں یہ خیال کرلو کہ کسی نبی کو جماہی نہیں آئی، میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا اور جماہی رُک گئی۔ لہٰذا یہ خیال کرلینا چاہیے کہ کسی نبی کو جماہی نہیں آئی لیکن اگر اس سے بھی جماہی نہیں رُکتی تو منہ پر ہاتھ رکھ لو۔ نماز میں قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت رکھو اور سجدے، قعدے اور رکوع میں بلکہ نماز سے باہر بھی ہر حال میں بائیں ہاتھ کی پشت رکھو۔

نماز کے چند آداب

نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدے کی جگہ نظر رکھیں، رکوع کی حالت میں اپنے پاؤں پر نظر رکھیں، قعدے کی حالت میں اپنی گود پر نظر رکھیں اور سجدے کی حالت میں اپنی ناک پر نظر رکھیں۔ سجدہ کرتے وقت پہلے ناک زمین پر رکھیے پھر پیشانی اور جب اٹھایئے تو پہلے ناک اٹھایئے پھر پیشانی اٹھایئے۔ ان آداب پر عمل کرنے سے آپ دیکھیں گے کہ ان شاء اللہ بڑا قرب ملتا ہے۔ ناک پر نظر رہے گی تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بہت مزے دار نکلے گا، تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

سجدہ کیسے کریں؟

ایک مسئلہ یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں مرد اپنے پہلو، رانوں، ہتھیلیوں اور سر کے

۲۳؎ ردالمحتار: ۱۳۵/۲، باب صفۃ الصلٰوۃ، بحث الرکوع والسجود، دار عالم الکتب، ریاض

درمیان اتنا فاصلہ رکھیں کہ بکری کا بچہ گزر جائے۔ بعض لوگ جماعت کی نماز میں بھی یہی ہئیت بناتے ہیں جس سے برابر والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ بکری کا بچہ گزارنے کے لیے یہ لوگ دوسروں کو اذیت پہنچانے کے حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لیے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ جماعت میں رانوں کو پہلوؤں سے ملالو اور ہاتھوں کو زیادہ نہ پھیلاؤ کہ لوگوں کو تکلیف ہو۔ بکری کا بچہ گزارنے والی ہئیت تنہائی میں نماز پڑھنے کی ہے۔ آپ جماعت کی نماز پڑھتے ہوئے بکری کا بچہ نہ گزارا کریں۔

سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا زمین سے لگنا فرض ہے، بعض لوگ سجدہ اس طرح کرتے ہیں کہ پورے سجدے میں ان کے دونوں پیر زمین سے اٹھے رہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس لیے احتیاط رکھو، نماز میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگنی چاہئیں۔ مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم نے مجھ سے فرمایا تھا اور علامہ شامی کی عبارت بھی میں نے دیکھی کہ ایک انگلی کا زمین پر لگنا تو فرض ہے اور دسوں انگلیوں کا لگنا سنت ہے۔

التحیات کے آداب

شامی کی عبارت ہے کہ التحیات میں انگلی اٹھانے کا طریقہ یہ ہے یَعْقِدُ الْخِنْصَرَ وَ الْبِنْصَرَ وَ یُحَلِّقُ الْوُسْطٰی بِالْاِبْهَامِ وَ یُقِیْمُ السَّبَابَةَ دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی اور اس کے برابر والی انگلی کو ملا کر موڑلیں اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنالیں اور جب اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ پڑھتے ہوئے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اوپر اٹھائیں اور جب اِلَّا اللّٰهُ پر پہنچیں تو انگلی گرالیں۔[۲۴] یہ سنّت ہے لیکن ایسی مؤکدہ سنّت نہیں ہے کہ انگلی تڑوالو۔ بعض تبلیغی دوست بتاتے ہیں کہ اگر التحیات میں کوئی انگلی اُٹھا دے تو بعض بستی والے اس کی انگلی توڑ دیتے ہیں۔ تو جہاں ایسا ماحول ہو کہ آپ کی انگلی ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو اس بستی والوں سے پوچھ لیا کرو کہ بھائی یہاں کوئی انگلی تو نہیں توڑتا؟ بعض لوگ نادانی کی وجہ سے انگلی اٹھانے سے غصہ ہوتے ہیں حالاں کہ یہ حدیث ہے اور اس کو باقاعدہ علامہ شامی نے لکھا ہے۔

---

[۲۴] ردالمحتار:۵۰۸/۱،فروع قرأ بالفارسیة او التوراة او الانجیل،دار الفکر بیروت

درودِ ابراہیمی کی حضرت ابراہیم سے نسبت کی وجہ

اب ایک اِشکال اور اس کا جواب دینا ہے کہ درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام آتا ہے تو مؤمن سوچتا ہے کہ دنیا میں اتنے نبی آئے جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے صاحب کتاب رسول بھی تھے لیکن نماز کے درود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا نام کیوں آتا ہے؟ اور نبیوں کے نام کیوں نہیں آئے؟ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تین وجہ لکھیں ہیں:

ایک وجہ تو یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج نصیب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اَبْلِغْ اُمَّتَكَ مِنِّیْ السَّلَامَ[۲۵] اپنی امت کو ہمارا سلام کہہ دیجیے گا۔ دوستو! ہم لوگوں کو ابراہیم خلیل اللہ نے سلام کہا ہے تو جس امت کے ایک ایک فرد کو ایسے جلیل القدر اور خلیل اللہ پیغمبر نے سلام کہلایا ہو اس کے لیے اللہ کا شکر ادا کیجیے اور ان کا نام لے کر ان پر رحمت کی دعا کیجیے۔

دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ[۲۶] یااللہ ہمیں اپنا اطاعت گزار بنائیے اور ہماری ذریات سے امت مسلمہ پیدا فرمایئے۔ چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ذریات میں سے ہیں، آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نسبی خاندان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے۔ لہٰذا آپ کی دعا کی برکت سے ہم لوگ امت مسلمہ میں ہیں، اسلام لانے والی امت میں ہیں، ہم ابراہیم خلیل اللہ کی دعا سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارا اسلام ان کی دعا کے صدقے میں ہے، ہم کو اسلام کا تمغہ دعائے خلیلی سے عطا ہوا ہے، یہ اسی کا شکریہ ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے۔ علامہ شامی کہتے ہیں کہ چوں کہ یہ خلیل اللہ تھے اور نماز کا مقصد بھی اللہ کا خلیل بننا ہے، نماز کا مقصد یہی ہے کہ بندہ اللہ کا پیارا ہو جائے، محبوب ہو جائے، خلیل بن

[۲۵] ردالمحتار: ۲/۲۲۴، باب صفة الصلوٰة، دار عالم الکتب، ریاض
[۲۶] البقرة: ۱۲۸

جائے، خلیل کے معنی ہیں گاڑھا دوست۔ تو علامہ شامی فرماتے ہیں کہ چوں کہ نماز کا مقصد، نماز کی فرضیت اسی لیے ہوئی تاکہ بندہ اللہ کا خلیل ہو جائے۔ اس لیے خلیل اللہ کا واسطہ دیا ہے کہ یا اللہ جیسے آپ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا ہے تو ان کی برکت سے ہم کو بھی اپنا خلیل بنالے۔

التحیات میں شامل ہونے والا کیا کرے؟

ایک اور ضروری مسئلہ یہ بتانا ہے کہ ایک شخص نماز کی جماعت میں دوسری رکعت کی التحیات میں آکر شامل ہوا، اور یہ جیسے ہی شامل ہوا امام اگلی رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس پر پوری التحیات پڑھنی واجب ہوگئی۔ اگر یہ التحیات چھوڑ کر امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا تو اس کے ذمے نماز کا دہرانا واجب ہو جائے گا۔ اس لیے یاد رکھیے کہ التحیات کو مکمل کرکے اٹھیے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ امام کی اتباع واجب ہے، اگرچہ التحیات پوری پڑھنے سے اس واجب میں تاخیر ہوگی لیکن یہ تاخیر چوں کہ ایک اور واجب کی تکمیل کے لیے ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر آپ درود شریف پڑھ رہے ہیں اور امام نے سلام پھیر دیا تو چوں کہ درود شریف سنت ہے اور امام کی اتباع واجب ہے لہٰذا درود شریف پورا کیے بغیر امام کے ساتھ سلام پھیر دو۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ امام نے سلام پھیر دیا اور یہ درود شریف اور لمبی لمبی دعائیں پڑھ رہے ہیں حالاں کہ یہاں امام کی اتباع واجب ہے لہٰذا فوراً سلام پھیرنا چاہیے۔

عذاب سے مامون رہنے کے راستے

ملا علی قاری نے مرقاۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عذاب سے بچنے کے لیے دو امن پیدا فرمائے ہیں۔ ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے عذاب نہیں آئے گا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ[۲۷] اور دوسرا امن یہ ہے کہ جب تک امّت استغفار کرتی رہے گی اللہ عذاب نہیں بھیجے گا۔ لہٰذا استغفار اور توبہ کا اہتمام رکھیں، روزانہ دو

[۲۷] الانفال: ۳۳

رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے تمام گناہوں کی معافی مانگنے کا معمول بنالیجیے۔

بس اب دعا کرلیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ جو کچھ کہا سنا گیا ہم سب کو اس پر عمل کرنے والا بنائیے۔ اے اللہ ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمائیے اور ہمیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ [۲۸] کردے۔ رُشْدٌ کے معنیٰ ہیں کہ اللہ ہم سب کو حق کے راستے پر، تقویٰ کے راستے پر قائم رکھے، گناہ سے بچائے اور گناہوں سے معافی مانگنے کی توفیق نصیب فرمائے اور گناہ کے اسباب سے بھی بچنا نصیب فرمائے، اور ہمارے ایمان کی تکمیل اور اصلاح کی تکمیل فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

عظمت تعلق مع اللہ

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے جو چلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۸؎ الحجرات: ۷

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کرلیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کرلوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔“

❀❀❀❀

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❀❀❀❀

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان و اقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کر کے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء و اظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

آج مسلمانوں میں دین کے احکامات پر عمل میں کمی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اللہ والوں اور دین کے ماحول سے دور اور گناہوں کے ماحول سے قریب ہیں۔ ہر گناہ اللہ سے دوری کا سبب بنتا ہے اور ہر نیک عمل اللہ کے قرب اور ایمان میں ترقی کا سبب بنتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اعمالِ صالحہ اور تکمیلِ ایمان'' میں عجیب وغریب انداز سے نیک اعمال کی ایسی ترغیب دی ہے کہ طبیعت خود بخود اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہوتی جاتی ہے، گناہوں سے بچنے کا احساس پیدا ہوتا ہے اور توبہ واستغفار کر کے اپنے اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ اعمال اللہ کی محبت اور صفتِ جذب کو متوجہ کرنے اور ایمان میں ترقی اور تکمیل کا سبب بنتے ہیں۔

www.khanqah.org

AW150